www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تذکرۃ المشاہیر

عبدالرشید عراقی

امام یزید بن ہارون اسلمیؒ

(م : ۲۰۶ھ)

دوسری صدی ہجری کے اوائل میں جن تبع تابعین نے علم وعمل کی شمعیں روشن کیں۔ ان میں ایک امام یزید بن ہارون اسلمیؒ بھی تھے۔ جو جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ وغیرہ میں مہارت تامہ رکھنے کے ساتھ سیرت کردار کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے، ان کے جلالت قدر، حفظ و ضبط، عدالت وثقاہت ذکاوت و فطانت، زہد و ورع، بے نفسی، خشیتِ الٰہی، تبحر علمی کا اندازہ ان کے اساتذہ وتلامذہ کی فہرست سے لگایا جا سکتا ہے۔

اساتذہ :

تابعین کرام میں امام یزید بن ہارون اسلمیؒ کے اساتذہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (م ۹۳ھ) کے تلمیذ رشید حضرت یحییٰ بن سعیدؒ (م ۱۴۳ھ) اور حضرت سلیمان بن طرخانؒ تیمی (م ۱۴۳ھ) شامل ہیں۔

امام یحییٰ بن سعیدؒ (م ۱۴۳ھ) علمی اعتبار سے اپنے دور کے ممتاز ترین تابعین میں تھے۔ ان کی جلالتِ علمی پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔ امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ ان کی توثیق جلالت اور امامت پر سب کا اجماع ہے[1] حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے ان کو امام اور شیخ الاسلام کے القاب سے یاد کیا ہے[2]

---

[1] تہذیب الأسماء ج ا ص ۱۵۴، [2] تذکرۃ الحفاظ ج ا ص ۱۲۲،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

امام سلیمانؒ بن طرخان تیمی (م ۱۴۳ھ) کا طرۂ امتیاز زہد و ورع اور ریاضت و عبادت ہے، وہ قائم اللیل و صائم النہار تھے۔ حدیث کے ممتاز ترین حافظ تھے۔ علامہ ابن سعدؒ (م ۲۳۰ھ) نے انہیں ثقہ اور کثیر الحدیث لکھا ہے[۲] حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے ان کو حافظ، امام اور شیخ الاسلام لکھا ہے[۳]

تبع تابعین میں امام یزید بن ہارونؒ کے اساتذہ میں امام شعبہؒ (م ۱۶۰ھ) امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) اور امام حماد بن زید (م ۱۷۹ھ) اور امام حماد بن سلمہؒ (م ۱۶۷ھ) زیادہ مشہور ہوئے ہیں۔

امام شعبہؒ کا شمار کبار تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ ان کا سلسلہ درس بہت وسیع تھا امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں۔

وخلائق لا یحصون من کبار الائمۃ[۴]

ان کے ممتاز تلامذہ کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

اس وقت کے تمام محدثین کرام نے ان کے علم و فضل کا اعتراف کیا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) فرماتے تھے کہ علم و حدیث میں امام شعبہؒ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم تھے[۵] امام شعبہؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے سب سے پہلے رواۃ حدیث پر کلام کیا۔ امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں۔

اَوَّلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِی الرِّجَالِ شُعْبَۃُ ثُمَّ یَتْبَعُہٗ یَحْیَی الْقَطَّانُ ثُمَّ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَ یَحْیَی ابْنُ مَعِیْنٍ

راویوں پر سب سے پہلے تنقید امام شعبہ نے کی۔ پھر امام یحییٰ القطانؒ نے ان کے بعد امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں۔

وَھُوَ اَوَّلُ مَنْ فَتَّشَ بِالْعِرَاقِ عَنْ اَمْرِ الْمُحَدِّثِیْنَ وَجَانَبَ

۱؎ شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۱۲ ۔ ۲؎ طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۱۸
۳؎ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۳۵ ، ۴؎ تہذیب الأسماء ج ۱ ص ۲۴۵ ۔
۵؎ تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۴۵ ۶؎ تبع تابعین ج ۱ ص ۳۰۹ ،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

الضُّعَفَاءِ وَالْمَتْرُوكِيْن[1]

عراق میں سب سے پہلے امام شعبہؒ نے عام محدثین اور ضعیف و متروک راویوں کے بارے میں چھان بین شروع کی۔

امام شعبہؒ نے ۱۶۰ھ میں وفات پائی[2]

امام سفیان ثوریؒ زمرۂ تبع تابعین کے گل سرسبد تھے، علم و فضل کے لحاظ سے ان کا شمار ائمہ مجتہدین میں ہوتا ہے، جو ایک جدا فقہی مسلک کے بانی تھے، مگر ائمہ اربعہ کے مسلک کے سامنے یہ مسلک زیادہ دن تک زندہ نہ رہ سکا۔ تاہم فقہ حدیث کی تمام کتابوں میں ائمہ اربعہ کے ساتھ سفیان ثوریؒ کے آراء و مجتہدات کا ذکر ملتا ہے[3]

امام سفیان ثوریؒ نے کوفہ، بصرہ اور حجاز کے ممتاز اساتذہ سے استفادہ کیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں۔

وَاسْتَفَادَ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَجَمَاعَةٍ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ وَطَوَائِفَ مِنْ اَهْلِ الْحِجَازِ[4]

اہل کوفہ کی ایک بڑی تعداد سے استفادہ کیا، اسی طرح بصرہ کی ایک بڑی جماعت سے فیض اٹھایا۔ اور حجاز کے مختلف حلقہ ہائے درس سے بہرہ ور ہوئے۔

امام سفیان ثوریؒ کے علم و فضل، تبحر علمی، ذکاوت و فطانت، عدالت و ثقاہت اور حفظ و ضبط کا ائمہ کرام اور محدثین عظام نے اعتراف کیا ہے۔

علامہ ابن خلکانؒ (م ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں کہ

یہ بات زبانوں پر ہے کہ امیر المومنین عمر بن خطابؓ اپنے زمانہ میں راس الناس تھے، ان کے بعد حضرت عبداللہ بن عباسؓ راس الناس ہوئے۔ اور ان کے بعد امام شعبیؒ (تابعین میں) اور امام سفیان ثوریؒ (تبع تابعین) میں راس الناس ہوئے[5]

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۴۵ [2] تبع تابعین ج ۱ ص ۳۰۹ [3] تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۴۳، [4] ایضاً ج ۴ ص ۱۱۲، [5] تاریخ ابن خلکان،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

امام سفیان ثوریؒ کا شمار ان چھ صاحبِ مذہب آئمہ میں ہوتا ہے۔ جو متبوع خلائق ہیں[1] امام سفیان ثوریؒ نے ۱۶۱ھ میں بصرہ میں انتقال کیا[2]

حماد بن سلمہ (م ۱۶۷ھ) کا شمار ممتاز تبع تابعین میں ہوتا ہے۔ علم و فضل کے ساتھ ان کا خاص امتیاز ان کا زہد و اتقاء اور تدوینِ حدیث ہے، حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ

هُوَ اَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ التَّصَانِيْفَ مَعَ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ[3]

یہ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے سعید بن ابی عروبہؒ کے ساتھ تصنیف و تالیف میں حصہ لیا۔

حماد بن سلمہؒ کے فضل و کمال اور علمی تبحر کا اربابِ سیر اور تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے، علامہ عبدالحی بن عماد الحنبلیؒ (م ۱۰۸۹ھ) فرماتے ہیں۔

كَانَ فَصِيْحًا وَ اِمَامًا فِی الْعَرَبِيَّةِ[4]

وہ فصیح بولنے والے اور عربیت کے امام تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ

جس شخص کو حمادؒ بن سلمہ کی برائی کرتے ہوئے دیکھو اس کے اسلام کو مشتبہ سمجھو[5]

حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں امام حبانؒ (م ۳۵۴ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ۔

حماد بن سلمہؒ کا شمار مستجاب الدعوات عابدین میں ہوتا ہے وہ اپنے زمانے کے اقران میں فضل و کمال، دین و عبادت میں ممتاز تھے۔ سنت کے سخت پابند اور اہلِ بدعت کے اثرات کو ختم کرنے میں انتہائی کوشاں تھے[6]

---

[1] تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۲۲۳، [2] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۸۶،
[3] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۸۲ [4] شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۶۲،
[5] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۵، [6] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۸۳،

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حماد بن سلمہؒ نے ۸۰ سال کی عمر میں ۱۶۷ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔[1] امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹ھ) کی امامت فی الحدیث اور جلالتِ شان پر علمائے کرام کا اتفاق ہے۔ بڑے بڑے محدثین کرام ان سے استفادہ کو اپنے لئے باعثِ فخر جانتے تھے امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) ان کی عظمت و جلالتِ شان کے معترف تھے۔ اور ان کا ذکر بہت تعظیم و تکریم سے کرتے تھے۔

حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

هُوَ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ اَهْلِ الدِّيْنِ هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ حَمَّادِ اِبْنِ سَلَمَةَ[2]

وہ مسلمانوں کے امام اور بڑے دین دار ہیں۔ اور مجھے حماد بن سلمہؒ سے زیادہ پسند اور محبوب ہیں۔

امام یحییٰ بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ۔

اتقانٌ فی الحدیث میں حماد بن زیدؒ کے مرتبہ کا کوئی نہیں ہے[3]

رمضان ۱۷۹ھ میں حماد بن زیدؒ نے بصرہ میں انتقال کیا۔[4]

مذکورہ بالا سطور میں آپ نے امام یزید بن ہارونؒ کے چند اساتذہ کے علم و فضل اور علمی علو کے مرتبت کی ایک اجمالی جھلک ملاحظہ کی ہے ان منتخب علمائے کرام اور فضلائے روزگار سے اکتسابِ فیض کر کے امام یزید بن ہارون اسلمیؒ چشمک زنِ آفتاب بن گئے تھے۔

تلامذہ:

امام یزید بن ہارون اسلمیؒ کے دبستانِ علم سے جن اساطینِ دہر نے استفادہ کیا۔ ان میں امام آدم بن ایاسؒ (م ۲۲۰ھ) امام یحییٰ بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) امام علیؒ بن مدینیؒ (م ۲۳۴ھ) امام اسحاق بن راہویہؒ (م ۲۳۸ھ) اور امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ)

---

[1] شذرات الذہب ج ۱ ص ۲۶۲ [2] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۶۔
[3] تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۰، [4] العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۲۷۴،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے نام قابلِ ذکر ہیں، اور یُعْرَفُ الشَّجَرَۃُ بِثَمَرِہٖ کے مصداق ان آئمہ وحفاظِ حدیث میں سے ہر ایک اپنے استاد امام یزید بن ہارون اسلمیؒ کے فضل وکمال اور تبحرِ علمی کا شاہد ہے۔

حضرت آدم بن ابی ایاسؒ (م ۲۲۰ھ) علومِ قرآن میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ حدیث میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ علمائے کرام نے ان کی ثقاہت وعدالت کا اعتراف کیا ہے۔ تبحر علمی کے ساتھ عمل اور تقویٰ میں بھی کامل تھے۔ اور ان کو علمائے کرام نے کَانَ مِنْ خِیَارِ عِبَادِ اللّٰہِ کے لقب سے یاد کیا ہے[۱] ان کی زندگی کاملِ سنتِ نبویؐ کے سانچے میں ڈھلی ہوتی تھی، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے تہذیب التہذیب میں امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے۔

کَانَ اَحَدَ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔

اور امام ابن جوزیؒ (م ۵۹۷ھ) نے ان کو "کَانَ مِنَ الصَّالِحِیْنَ مُتَمَسِّکًا بِالسُّنَّۃِ" لکھا ہے[۲]

امام یحییٰ بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) فنِ اسماء الرجال کے صرف امام ہی نہیں۔ بلکہ امام الائمہ تھے۔ امام یحییٰ بن معینؒ کے حالاتِ زندگی ان کے علم وفضل کے علاوہ اس حیثیت سے بھی قابلِ ذکر ہیں، کہ ان کی زندگی اسلامی معاشرہ کی مساوات اور رفعت کا صحیح مرقع ہے، ان کی ساری زندگی علمِ حدیث کی تحصیل میں گزری۔ امام یحییٰ بن معینؒ کا اصل کارنامہ یہ ہے۔ کہ آپ نے فنِ اسماء الرجال کی بنیاد ڈالی۔ اور حدیث کے خلاف جو فتنہ برپا ہوا تھا اس کا قلع قمع کیا، ان کے اس وصف وکمال اور علم وفضل کی بنا پر تمام معاصر اور آئمہ حدیث ان کی جلالتِ شان کے قائل تھے۔

حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) نے امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو روایت یحییٰ بن معینؒ کو معلوم نہ ہو۔ اس کی صحت مشکوک ہے[۳]

حافظ ابن حجرؒ (م ۸۵۲ھ) نے امام ابوعبیدؒ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔ کہ

---

[۱] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۵ [۲] تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۶۷،
[۳] ایضاً ج ۱۱ ص ۲۸۶،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

امام احمد بن حنبلؒ، علی بن مدینیؒ، ابوبکر بن ابی شیبہؒ اور یحییٰ بن معینؒ پر علم ختم ہو گیا مگر ان چاروں میں یحییٰ بن معینؒ حدیث کی صحت و سقم کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے [1]

امام یحییٰ بن معینؒ نے ۲۲۳ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا۔ اور آپ کو سب سے بڑی سعادت یہ نصیب ہوئی، کہ آپ کا جنازہ اسی تابوت میں اٹھایا گیا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک اٹھایا گیا تھا، جس وقت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا، تو لوگوں کی زبان پر عام طور پر یہ جملہ تھا۔ کہ

یہ اس شخص کا جنازہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو کذب بیانی سے بچاتا تھا [2]

امام علی بن مدینی (م ۲۳۴ھ) بھی امام یحییٰ بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) کی طرح جرح و تعدیل کے امام تھے۔ علم و فضل کی وجہ سے ان کا شمار اکابر محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ امام سفیان بن عیینہ (م ۱۹۸ھ) کے خاص تلامذہ میں سے تھے اور استاد اپنے شاگرد کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ

علی بن مدینی حدیث کا مرجع و ماوٰی تھے [3]

امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) ان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے فرمایا کرتے تھے۔ کہ

میں نے علی بن مدینی کے علاوہ کسی کے سامنے اپنے کو حقیر نہیں سمجھا [4]

امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) ان کا اتنا احترام کرتے تھے، کہ ادب سے ان کا نام نہیں لیتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ ان کی کنیت ابوالحسن ہی مخاطب کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ "حدیث اور اس کی سندوں اور علتوں سے اُن سے زیادہ واقف میں نے نہیں دیکھا" [5]

امام علی بن مدینی اپنے اخلاق و عادات میں اسلاف کا نمونہ تھے،

خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں۔

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۸۳، [2] الطبقات ج ۱ ص ۱۸۸
[3] تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۵۹، [4] ایضاً ص ۳۵۹ [5] ایضاً ص ۳۵۴

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

كَانَ النَّاسُ يَكْتُبُونَ قِيَامَهُ وَقُعُودَهُ وَلِبَاسَهُ وَكُلَّ شَيْءٍ يَقُولُ وَيَفْعَلُ[1]

ان کی چال ڈھال، نشست و برخاست ان کے لباس کی کیفیت غرض ان کے ہر قول و عمل کو لوگ اسوہ سمجھ کر لکھ لیا کرتے تھے۔

ان ہی اوصاف کا کرشمہ تھا کہ جب تک بغداد میں رہتے، سنت کا چرچا بڑھ جاتا، اور شیعیت کا زور گھٹ جاتا۔ اور جب آپ بصرہ تشریف لے جاتے۔ تو شیعیت کا فتنہ زور پکڑ جاتا۔ امام یحییٰ بن معینؒ دم ۲۳۳ھ فرماتے ہیں۔

وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ إِذَا قَدِمَ عَلَيْنَا أَظْهَرَ السُّنَّةَ وَإِذَا ذَهَبَ إِلَى الْبَصْرَةِ أَظْهَرَ التَّشَيُّعَ[2]

علی بن مدینی جب بغداد جاتے، تو سنّت کا چرچا کیا جاتا تھا اور جب وہ بصرہ چلے جاتے تو شیعیّت زور پکڑ جاتی۔

امام علی بن مدینی نے ۲۳۴ھ میں انتقال کیا[3]

امام اسحاق بن راہویہؒ دم ۲۳۸ھ کا شمار اساطینِ اُمت میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے علومِ اسلامیہ یعنی توحید و سنت کی اشاعت میں بے بہا خدمات سرانجام دیں۔ تفسیر قرآن میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ دم ۸۵۲ھ) نے امام ابو حاتم رازیؒ دم ۲۶۴ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ

حدیث کے سلسلہ روایت اور الفاظ کا یاد کرنا تفسیر کے مقابلہ میں آسان ہے ابن راہویہؒ میں کمال یہ ہے کہ وہ تفسیر کے سلسلۂ سند کو بھی یاد کر لیتے ہیں۔[4]

امام یحییٰ بن معینؒ دم ۲۳۳ھ ان کے علم و فضل کے معترف تھے۔

علامہ ابی القاسم علی بن الحسن بن عساکرؒ الدمشقی دم ۵۷۱ھ لکھتے ہیں کہ۔

امام اسحاق بن راہویہؒ جب امام یحییٰؒ بن معین کے پاس آتے تو ان کا اس

---

[1] تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۴۶۲، [2] تہذیب التہذیب ج ۷، ص ۳۵۳

[3] تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۴۷۳، [4] تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۲۱۸

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

قدر احترام کرتے، کہ ان کے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں کو تعجب ہوتا۔ ایک دن ایک آدمی نے آپ سے دریافت کیا کہ امام اسحاق بن راہویہؒ عمر میں آپ سے چھوٹے ہیں۔ ان کی اتنی عزت افزائی کیوں کرتے ہیں۔ تو امام یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا۔

إِسْحَاقُ أَكْثَرُ عِلْمًا مِنِّي وَأَنَا أَسَنُّ مِنْهُ[1]

اسحاق علم میں مجھ سے بڑے ہیں اور میں عمر میں ان سے بڑا ہوں۔

امام اسحاق بن راہویہؒ فقہ میں ایک مسلک کے بانی تھے جسے اسحاقیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) لکھتے ہیں۔

اسحاق بن راہویہ قَدْ كَانَ إِمَامًا مُتَّبَعًا لَهُ طَائِفَةٌ يُقَلِّدُونَهُ وَ يَجْتَهِدُونَ عَلَى مَسْلَكِهِ۔

اسحاق بن راہویہؒ امام وقت تھے، ایک گروہ ان کی تقلید کرتا تھا، اور ان کے مسلک کے مطابق مسائل کا استنباط اور اجتہاد کرتا تھا۔

امام اسحاق بن راہویہؒ نے ۷۷ سال کی عمر میں ۲۳۸ھ میں انتقال کیا۔[3]

امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، وہ نہ صرف ایک فقہی مسلک کے بانی اور ایک ضخیم مسند کے جامع تھے۔ بلکہ اپنے فہم و تدبر، اخلاص عمل صبر و استقلال، زہد و ورع اور تواضع و انکسار کے لحاظ سے بے مثال تھے۔

امام یحییٰ بن معینؒ (م ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں۔

مَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ صَحِبْتُهُ خَمْسِينَ سَنَةً مَا افْتَخَرَ عَلَيْنَا بِشَيْءٍ مِمَّا كَانَ فِيهِ مِنَ الصَّلَاحِ وَالْخَيْرِ[4]

میں نے امام احمد بن حنبلؒ جیسا نہیں دیکھا۔ میں پچاس سال ان کے ساتھ رہا انہوں نے کبھی بھی ہمارے سامنے اپنی صلاح و خیر پر فخر نہیں کیا۔

امام احمد بن حنبلؒ نے فتنہ خلق قرآن میں جس استقامت اور جرأت و حق گوئی کا

۱؎ تاریخ ابن عساکر ج ۲ ص ۴۴۴ ۲؎ اختصار علوم الحدیث ص ۸۹
۳؎ تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۱۹، ۴؎ حلیۃ الأولیاء ج ۹ ص ۱۸۱۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اظہار کیا وہ ان کا قابلِ تقلید اسوہ ہے، فتنہ خلقِ قرآن میں ان کی ثابت قدمی کی وجہ سے تمام عالم اسلام ان کی شہرت سے معمور تھا۔ اور ہر طرف ان کی تعریف اور دُعا کا غلغلہ تھا۔ ان کی حق گوئی اور استقامت کے بارے میں خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں۔ کہ

امام احمد بن حنبلؒ جرأت و استقامت میں بے مثال تھے، وہ پوری جرأت اور استقامت کے ساتھ تمام وقت خلیفہ مامون الرشید کے سامنے یہ اعلان کرتے رہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ جو شخص خلقِ قرآن کا قائل ہے۔ وہ کافر ہے [1]

امام احمد بن حنبلؒ نے ۷۷ سال کی عمر میں ۲۴۱ھ میں انتقال کیا۔ ان کے جنازہ میں ۸ لاکھ مرد اور ۶۰ ہزار عورتیں شامل تھیں [2]

امام یزید بن ہارونؒ اسلمی کے مشہور اساتذہ اور تلامذہ کے مختصر حالات آپ نے پڑھے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ جس شخص کے اساتذہ اور تلامذہ اپنے علم و فضل، تبحر علمی، عدالت و ثقاہت، زہد و ورع اور حفظ و ضبط میں بلند مرتبہ ہیں، وہ خود کس درجہ کے بلند مرتبت ہوں گے۔

امام یزید بن ہارونؒ کا علمی مرتبہ:

امام یزید بن ہارونؒ فقہ میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ لیکن ان کا اصل طغرائے امتیاز فنِ حدیث تھا۔ اور بلاشبہ اس فن میں وہ ممتاز حیثیت کے حامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذہانت اور قوتِ حافظہ کی غیر معمولی دولت سے سرفراز کیا تھا۔ اس حیثیت سے وہ اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔

امام علی بن مدینی (م ۲۳۴ھ) فرماتے ہیں۔

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْفَظَ مِنَ الصِّغَارِ وَالْكِبَارِ مِنْ يَزِيْدَ بْنِ هَارُوْنَ [3]

---

[1] تاریخ بغداد ج ۴ ص ۴۲، [2] طبقات الشافعیہ ج ۱ ص ۲۰۳، و تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۴۸، [3] تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۳۴۱،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں نے صغار اور کبار میں یزید بن ہارونؒ سے زیادہ قوی حافظہ نہیں دیکھا۔

حدیث کے ساتھ فقہ میں بھی کامل عبور رکھتے تھے۔

علم و فضل کے ساتھ زہد و اتقاء اور عبادت و ریاضت کی صفات بھی ان کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھیں، نماز بہت خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے، ان کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا، جن کی زندگی کا مقصد اور مشن امر بالمعروف و نہی عن المنکر تھا۔[1] ان کے علم و فضل، زہد و اتقاء اور جذبہ امر بالمعروف کا لوگوں کے دلوں پر اتنا گہرا اثر تھا۔ کہ خلفائے وقت تک کوئی غلط اقدام کرنے سے ڈرتے تھے۔

حافظ شمس الدین ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں۔

خلق قرآن کے مسئلہ کی ابتداء تو دوسری صدی ہجری کی ابتداء میں ہو چکی تھی۔ معتزلہ کے اثر سے مامون الرشید بھی اس کا قائل ہو گیا تھا۔ اور چاہتا تھا کہ اپنے اس عقیدہ کی تبلیغ و اشاعت کرے۔ لیکن حضرت یزید بن ہارونؒ کے خوف سے اس کے اظہار کی جرأت نہ کر سکا۔ اور ایک دن مامون الرشید نے قاضی یحیٰی بن اکثم سے کہا "اگر یزید بن ہارونؒ کے مرتبہ اور اثر کا خیال نہ ہوتا۔ (جو لوگوں کی نگاہ میں ان کا ہے) تو میں قرآن کے مخلوق ہونے کا اظہار کر دیتا"[2]

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ عہدِ صحابہ اور تابعین میں عام تھا، امام یزیدؒ بن ہارون اس کا مجسّم نمونہ تھے، مامون الرشید جیسا باجرأت خلیفہ بھی اس بارے میں ان سے خوفزدہ رہتا تھا، ان کی زندگی کا مقصد امر بالمعروف و نہی عن المنکر تھا۔[3]

امام یزید بن ہارونؒ کی تعلیم و تربیت:

امام یزیدؒ بن ہارون نے ابتدائی تعلیم اپنے شہر واسط میں حاصل کی، اس کے بعد تحصیلِ تعلیم کیلئے دوسرے ممالک کا سفر کیا، جیسا کہ ان کے اساتذہ کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے

---

[1] ایضاً ص ۲۴۱، [2] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۹۲،

[3] تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۳۴۴،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ